علامہ جوہری اور فراء دونوں کی رائے ہیں یہ لفظ "نبأ" سے ماخوذ ہے اور اس کے معنی ہیں حق تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا۔ لیکن ابن المنظور صاحب لسان العرب نے لکھا ہے کہ "نبی" کے ماخذ اشتقاق کے بارہ میں علمائے لغت کے تین اقوال ہیں۔

۱۔ یہ نبأ سے مشتق ہے۔

۲۔ یہ نَبوۃٌ سے مشتق ہے۔

۳۔ یہ نَبَاوَۃٌ سے مشتق ہے۔

اگر اس کو نبأ سے مشتق مانا جائے تو نَبِیٌّ بروزن فَعِیۡل "بمعنی مُفۡعِل" مُخۡبِرٌ ہوگا یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والا

بعض اہلِ لغت کا خیال ہے کہ نبی نَبَأ سے مشتق نہیں بلکہ "نَبوۃٌ" اور "نَبَاوَۃٌ" سے مشتق ہے۔ "نَبوۃٌ" کے معنی بلند ہونا اور "نَبَاوَۃٌ" اس زمین کو کہتے ہیں جو دوسری زمینوں سے اونچی ہو۔ اس ماخذ کی رُو سے "نبی" کا معنی ہے بلند مقام پر کھڑا ہونے والا۔ گویا کہ "نبی" اُس بلند مقام پر ہوتا ہے جہاں سے اُسے عالم الغیب والشہادۃ دونوں کا مشاہدہ کرا دیا جاتا ہے۔ وہ ایک طرف وحی کے ذریعہ کائنات کے بنیادی حقائق کا مشاہدہ کرتا ہے اور دوسری طرف اُن حقائق کو دُنیا تے محسوسات تک پہنچاتا اور انہیں انسانوں کی تمدنی زندگی پر منطبق کرتا ہے۔ شاید یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اعلانِ نبوت فرمایا تو کوہِ صفا کی چوٹی پر پوری قوم بلکہ سب انسانوں سے اونچا کھڑے ہو کر نبوت کا اعلان فرمایا جس میں یہ بتانا بھی مقصود تھا کہ نبی علم اور مرتبے کے لحاظ سے تمام انسانوں سے اونچا اور بلند ہوتا ہے پھر اپنی بلند مقامی کا اظہار اس بات سے بھی کیا جب اپنی قوم کے افراد سے آپ نے فرمایا کہ "اگر میں یہ کہوں کہ پہاڑ کی دوسری جانب دشمن کا ایک لشکر جرار اس پہاڑ کے عقب سے تم پر حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کروگے"؟ انہوں نے کہا "ضرور کریں گے" مطلب یہ تھا کہ آپ ایک ایسے مقام پر کھڑے ہیں جہاں سے آپ وہ کچھ دیکھ سکتے ہیں جو ہم دامنِ کوہ میں کھڑے ہو کر نہیں دیکھ سکتے۔

پیغمبر کا پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے ہونا اور پہاڑ کی دوسری جانب کی خبر کی تصدیق کروانا جہاں اپنی نبوت کا اعلان کرنا تھا وہاں "نبی" کے معنی بتلانا بھی تھا کہ نبی ایک ایسے بلند مقام پر کھڑا ہوتا ہے

- نفاذِ اسلام انتخابات سے نہیں انقلاب کے ذریعہ ممکن ہے۔
- دینی اتحاد وقت کا سب سے اہم تقاضیٰ ہے۔
- ایم آر ڈی لادین سیاست دانوں کی آماجگاہ ہے۔
- مجلسِ احرارِ اسلام عام انتخابات میں براہِ راست حصّہ نہیں لے گی۔
- لادین سیاست دانوں کی ڈٹ کر مخالفت کی جائے گی۔

سید عطاء المحسن بخاری

مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس کی مکمل رپورٹ

مرتب: سید محمد کفیل بخاری

عالمی مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا اجلاس حضرت مولانا عبدالحق چوہان مدظلہٗ کی صدارت میں دارِ بنی ہاشم ملتان میں منعقد ہوا۔ جس میں جماعت کے مرکزی ناظمِ اعلیٰ ابنِ امیرِ شریعت سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ کے علاوہ مولانا محمد اسحٰق سلیمی، سید عطاء المؤمن بخاری، مولانا اللہ یار ارشد، جناب عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد ارشد بخاری، مولانا عبدالقادر ڈاہر، مرزا عبدالقیوم بیگ، غلام حسین، بدر منیر احرار، ظفر اقبال فاروقی صاحب، محمد طاہر لدھیانوی اور عبدالسلام ربانی کے علاوہ دیگر اراکین نے شرکت کی۔ مجلس شوریٰ کے اراکین نے ملک کی موجودہ سیاسی صورتِ حال، عام انتخابات اور جماعت کے تنظیمی مسائل پر بحث و تمحیص کے بعد متعدد فیصلے کئے اور قراردادیں منظور کیں۔

مرکزی ناظم اعلیٰ سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ نے فیصلوں کا اعلان کرتے ہوئے کہا کہ ملک اس وقت نازک ترین صورتِ حال سے دوچار ہے، داخلی انتشار، سیاسی بحران، مذہبی طبقاتی تقسیم، لسانی، علاقائی اور گروہی تعصبات عروج پر ہیں، تمام لادین قوتیں ایم آر ڈی میں پناہ گزین ہیں۔ اگر یہ قوتیں برسرِ اقتدار آگئیں تو نفاذِ اسلام کا عمل جاری رہنا تو درکنار بلکہ وہ اقدامات جو نفاذِ اسلام کے لئے جنرل محمد ضیاء الحق شہید کے دور میں اُٹھائے گئے تھے ملیامیٹ کر دیئے جائیں گے۔ ایم آر ڈی کے سیاست دان شکست خوردہ اور جھوٹے ہیں۔ انہوں نے ۱۹۷۷ء میں بھٹو کو اقتدار سے علیحدہ کرنے کے لئے "نظامِ مصطفیٰ" کے نام پر تحریک چلائی اور قوم کے بے گناہ بچوں اور جوانوں کو اپنی ہوسِ اقتدار کے مرگھٹ پر قربان کیا۔ پھر ضیاء الحق شہید کی حکومت میں للچائے وزارت اٹھکیلیاں کرتے رہے اور اقتدار کے جھولے جھولتے

ہے، بھرانتہائی ڈھٹائی اور بے شرمی سے حقائق و تاریخ کو جھٹلاتے ہوئے کہا کہ "ہم نے تحریک دھاندلیوں کے خلاف چلائی تھی نظامِ مصطفیٰ کے لئے نہیں"۔ اب پھر بحالیٔ جمہوریت کے نام پر دھوکے بازوں کا ٹولہ سرگرمِ عمل ہے۔ پرانے شکاری نئے جال پھینک رہے ہیں لیکن عوام خبردار و ہشیار ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خدا و رسول اور صحابہ کے دشمن تمام لادین قوتیں ایم آر ڈی میں جمع ہیں جو اسلام کے نام پر حاصل کئے گئے ملک میں اسلامی اقدار، تہذیب و ثقافت اور شعائر کو مٹانا چاہتے ہیں۔ ضیاء الحق شہید کی المناک موت ایک اتفاقی حادثہ نہیں بلکہ بہت گہری اور خوفناک سازش ہے۔ زندگی اور موت کا قانون سب کے لئے یکساں ہے مگر بعض سیاست دانوں اور ان کی جماعتوں کے کارکنوں نے ضیاء الحق کی موت پر تعزیت کی بجائے خوشی کا اظہار کیا اور یہ رویہ ہر لحاظ سے شرمناک ہے۔

ضیاء الحق کا دورِ سابقہ تمام حکمرانوں سے بہتر تھا ان کے دورِ حکومت میں علماء کی داڑھیاں نہیں نوچی گئیں، پگڑیاں نہیں اچھالیں، بے عزت نہیں کیا گیا اور سیاسی و مذہبی کارکنوں کو ننگا نہیں کیا گیا، مخالفین کی ماؤں، بہنوں، بہوؤں اور بیٹیوں کو تھانے میں بلا کر بے حرمتی نہیں کی گئی۔ ضیاء الحق کے مرنے کے بعد اس کی جیب سے قرآنِ کریم نکلا وہ اُن حکمرانوں اور سیاست دانوں سے بہتر تھے جن کے "اثاثۂ حیات" میں شراب کی بوتلیں تھیں اور جن کے دَورِ حکومت میں زنا، بدمعاشی، فحاشی و عریانی اور نماز کو فروغ و تحفظ دیا گیا۔ ضیاء الحق سے ہزار سیاسی اختلافات کے باوجود اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ وہ ایک شریف النفس، اولوالعزم، محبِ وطن اور بہادر حکمران تھے۔ ان کی شہادت کے بعد ملک کی زمامِ اقتدار سنبھالنے والے موجودہ حکمرانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ نفاذِ اسلام کے سلسلہ میں ضیاء الحق شہید کے جاری کئے گئے آرڈی ننسوں کی مدت ختم ہونے سے پہلے پہلے انہیں مکمل آئینی و عملی تحفظ فراہم کیا جائے، بالخصوص امتناعِ قادیانیت آرڈی ننس، تحفظِ مقامِ صحابہ آرڈی ننس، شریعتِ محمدیہ کی تمام قوانین پر فوقیت و بالادستی اور نفاذ کے آرڈی ننس کو دو ٹوک الفاظ میں تحفظ کا یقین دلا کر مسلمانانِ پاکستان اور پوری ملتِ اسلامیہ کو اعتماد میں لیا جائے تاکہ دنیا بھر میں پاکستان کا جو اسلامی تشخص نمایاں ہوا ہے اُسے نقصان نہ پہنچے۔

مجلسِ احرارِ اسلام موجودہ حالات میں دینی جماعتوں کے متحدہ محاذ کی تشکیل کو اہمیت دیتی ہے۔ دینی اتحاد وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ پاکستان کے علماء اگر مستقبل کی تباہ کاریوں کا حالات و قرائن سے اندازہ کر سکتے ہیں تو وہ یقیناً اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ اگر دینی قوتیں متحد ہو جائیں تو نفاذِ اسلام

کے عمل کو انقلابی جدوجہد سے ہم کنار کر کے یقینی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔ ورنہ پاکستان میں دینی اداروں اور دینی جماعتوں کا مستقبل انتہائی بھیانک اور خطرناک ہے۔ مجلس احرار اسلام کے رہنماؤں نے اس سلسلہ میں علماء سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو سیاستدان "حدود اللہ" کو وحشیانہ سزاؤں کا نام دے رہے ہیں وہ دین دشمن ہیں اور ملک کے خیر خواہ نہیں۔ موجودہ نظام ریاست و سیاست فرنگی کا عطیہ ہے اس کے ذریعہ نفاذ اسلام کا نعرہ لگانے والے اسلام کی روح سے ہی ناواقف ہیں وہ جھوٹے خواب دیکھ رہے ہیں اور خود اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں انہیں کم از کم سابقہ چالیس سالہ تجربہ سے عبرت حاصل کرنی چاہیئے اور اپنا وزن لادین قوتوں کے پلڑے میں ڈالنے کی بجائے دین کے پلڑے میں ڈالنا چاہیئے۔ سیرت طیبہ اور عمل صحابہ اس بات پر شہادت کے لئے کافی ہے کہ حکومت الٰہیہ کا قیام صرف اور صرف انقلاب سے ممکن ہے۔ اسلام کے نفاذ کا ایک ہی اصول ہے "فَكُّ كُلِّ نِظَامٍ" تمام مروجہ نظاموں کا خاتمہ کر کے اللہ کی حاکمیت قائم کی جائے۔

سید عطاء المحسن بخاری مدظلہٗ نے مجلس احرار اسلام کی پالیسی بیان کرتے ہوئے کہا کہ جماعت آئندہ عام انتخابات میں براہ راست حصہ نہیں لے گی اور نہ ہی کسی لادین سیاسی جماعت سے تعاون کرے گی۔ البتہ اگر دینی جماعتوں کے متحدہ محاذ کے قیام کی کوششیں بار آور ہوئیں تو محاذ کے متفقہ امیدوار علماء اور دینی کارکنوں کی حمایت کی جائے گی۔

ایم آر ڈی اور دیگر لادین جماعتوں کے امیدواروں کے خلاف ہر ممکن طریقہ سے جدوجہد کی جائے گی۔ ان امیدواروں سے بھی تعاون کیا جائے گا جو جماعت کی جاری کردہ شرائط پر حلف دیں گے اور درج ذیل پانچ نکات کے تحفظ کا حلفیہ یقین دلائیں گے۔

۱۔ تحفظ قرآن و سنت ۲۔ نفاذ فقہ حنفیہ
۳۔ تحفظ امتناع قادیانیت آرڈیننس ۴۔ تحفظ مقام صحابہ آرڈیننس
۵۔ تحفظ نفاذ شریعت آرڈیننس

اجلاس میں چند قراردادیں منظور کی گئیں جن کا متن درج ذیل ہے۔

۱۔ ساہیوال میں مجلس احرار کے دو کارکنوں کو شہید کرنے والے مرزائی مجرموں کو فوجی عدالت سے دی جانے والی سزائے موت پر فوری عملدرآمد کیا جائے۔